عرفان

حصہ اول

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

صریح گمراہی اور تاریکی میں پڑے ہوئے تھے۔ چونکہ ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علیحدہ علیحدہ معاملہ اس کی قدرت اور حکمت کے منافی ہے۔ اس لئے یہ کلیہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اپنی مخلوق میں سے ایک کامل انسان کو پہلے نور ایمان اور نیر اسم اللہ ذات سے منور کر کے شمع رشد و ہدایت بنا کر بھیج دیتا ہے۔ بعدہٗ اس کے نور سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن کر دیتا ہے۔ اور ایک کامل اور قابل ہستی کے دل کی زمین میں پہلے اسم اللہ ذات کے فطرتی تخم کو اپنی قدرت کاملہ سے سرسبز کر دیتا ہے۔ اور جب وہ شجر طیبہ بن کر پورے طور پر پھلتا اور پھولتا ہے۔ تو اس کے پھلوں سے لاکھوں کروڑوں نوری درخت پیدا کر کے دین قیم کا ایک سرسبز اور شاداب باغ بنا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے سینۂ بے کینہ میں پہلے تخم اسم اللہ ذات سے شجرۃ الانوار قرآن کو نمودار کیا اور اس کی روشنی سے تمام دنیا کو منور کیا۔ جس کی کیفیت یوں تھی کہ جب آنحضرت صلعم کے وجود مسعود میں تخم اسم اللہ ذات نے پھلنے پھولنے کا تقاضا شروع کیا۔ اور آپؐ نے اپنے اندر نزول وحی کے آثار محسوس کئے۔ یعنی حضرت مریمؑ کی طرح آپؐ نے اپنے بطن باطن میں حمل وحی کی بے واسطہ ثقالت کو معلوم کیا۔ اور بمقتضائے فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔ آپؐ نے دشت و بیابان کا رخ کیا۔ اور آبادی سے دور ایک پہاڑ کے غار میں جسے غار حرا کہتے ہیں، جا کر معتکف اور گوشہ نشین ہو گئے۔ اور باطنی تخم کے سینچنے اور پھوٹنے اور روحانی عیسیٰ کے وضع حمل اور تولد ہونے کے انتظار میں بار بار وہاں جایا کرتے اور کئی روز بیٹھے رہتے۔ آخر ایک روز جبرئیل امین اس نوری تخم اسم اللہ ذات کو پانی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بحر انوار سے چشمۂ حیات اپنے سینے میں بھر لائے اور آنحضرتؐ کے سینے سے سینہ ملا کر آپؐ کو زور سے دبا کر فرمایا۔ اقرا۔ یعنی پڑھ۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب میں کہا کہ انا لیس بقارئ۔ یعنی میں تو قاری اور پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ چنانچہ تین دفعہ جبرئیل امینؑ نے سینے سے دبایا اور ہر

دفعہ آپؐ انالیس بقاری فرماتے رہے۔ آپؐ کے ہر بار انالیس بقاری فرمانے سے مراد یہ تھی کہ پانی تو مل رہا ہے مگر ابھی تک وہ نوری شجر قرآن پھوٹا ہوا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ آخری دفعہ جب جبرئیل امینؑ نے سینے سے دبا کر فرمایا اقرا تو آپؐ کی زبان حق ترجمان پر قرآن کی یہ پہلی سورۃ یوں جاری ہوگئی۔

اقرا باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ۔

ترجمہ۔ پڑھ (اے محمدؐ)! قرآن کو اپنے پروردگار کے نام (کی برکت) سے جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون منجمد سے بنایا۔ پڑھے جاؤ (اے محمدؐ) تیرے بڑے عزت والے رب کی قسم جس نے (عوام کو) قلم (کے کسی علم) سے سکھایا ہے اور (خواص کو بے واسطہ) وہ علم لدنی سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ غرض قرآن کریم کی یہ پہلی آیت اقرا باسم ربک الذی خلق۔ یعنی قرآن پڑھ اے محمد صلعم اپنے رب کے اسم کے ذریعے۔ صاف بتا رہی ہے کہ جس چیز کے پڑھنے کی جبرئیل امینؑ تاکید فرما رہے تھے وہ اسم اللہ ذات کی نوری تحریر تھی۔ بہت لوگ اس موقع پر یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ اور اس وقت نہ قرآن کا کوئی نشان موجود تھا اور نہ پڑھنے کی کوئی چیز جبرئیل کے پاس تھی۔ جس کی نسبت جبرئیل بار بار اقرا کہہ کر پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ سو وہ اسم اللہ ذات کی نوری تحریر تھی۔ جس کے تصور یعنی باطنی طور پر اس کے پڑھنے اور رمرقوم کرنے کی جبرئیل آں حضرت صلعم کو تعلیم اور تلقین فرما رہے تھے۔ چنانچہ اقرا باسم ربک الذی خلق یعنی پڑھ قرآن کو اے محمدؐ! اپنے رب کے اسم کی برکت سے۔ سو باسم ربک میں صاف طور پر اسم اللہ ذات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اے محمدؐ! اب اسم اللہ ذات تیرے سینے میں پھوٹ کر سر نکال چکا ہے۔ اور شجر قرآنی بن رہا ہے۔ اب قرآن کو پڑھ اور اس کے معارف وعلوم اور اسرار و انوار کے پھل خود کھا اور امت